مصیبت کے وقت صبر یا ماتم

مولانا محمد منشاء کاشف۔ فیصل آباد

قال اللہ تعالی۔ یا ایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ مع الصابرین ○ (البقرہ)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، تحقیق اللہ تعالی صابروں کے ساتھ ہے۔

آیت ہذا میں مسلمانوں کو صبر اور ساتھ ہی نماز کا حکم دیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت صہیب رومی سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مسلمان آدمی کو ہر طرح کی بھلائی پہنچ سکتی ہے۔ اگر وہ نعمت کے وقت شکر اور مصیبت کے وقت صبر کرے جس طرح صبر کرنے سے مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالی نے نماز میں ایک اثر مصیبت کے ہلکا کر دینے کا رکھا ہے مصیبت کے وقت صبر کرنے کی فضیلت و اجر و ثواب میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

صبر کے لغوی معنی :۔

مصیبت کی شکایت نہ کرنا، رک جانا، مجبور کرنا، لازم کرنا، بند کر دینا، دلیری کرنا۔

صبر ایک عظیم الشان خلق ہے اور بہت سی برائیوں کے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ستر (۷۰) سے زیادہ مقامات پر اس کی فضیلت کا اعلان کیا گیا ہے اور اللہ تعالی نے بہت سے مراتب علیا اور درجات رفیعہ کا اعزاز اسی صبر پر رکھا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کیلئے فرمایا "فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل" اے محمدؐ آپ اسی طرح صبر کریں جس طرح اولوالعزم رسولوں نے کیا۔

اسی طرح حدیث میں ہے "عن صھیب قال قال رسول اللہ ﷺ عجباً لامر المومن ان امرہ کلہ لہ خیر ولیس ذلک لاحد الا للمومن ان اصابہ سراء شکر فکان خیرا لہ، وان اصابہ

ضرآء صبر فکان خیراله" (رواہ مسلم)

ترجمہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کا معاملہ کس قدر اچھا ہے اس کے جملہ امور اس کے لئے خیر و برکت کا باعث ہیں اور یہ استحقاق صرف مومن کو حاصل ہوتا ہے اگر اس کو کوئی خوش کن بات پہنچتی ہے تو وہ شکریہ ادا کرتا ہے اور یہ اسکے لئے بہتر ہے اور اگر اس کو تکلیف دہ خبر پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو کہا "یا یها الذین امنوا استعینوا بالصبر و الصلوة ان الله مع الصابرین۔"

ترجمہ :۔اے صاحبان ایمان اللہ سے مدد چاہو صبر اور نماز کے ذریعے۔

آپ رحمت للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا "الصبر نصف الایمان" (بیہقی شریف) صبر نصف ایمان ہے نبی اکرمؐ سے ایک مرتبہ ایمان کی تعریف پوچھی گئی تو آپؐ نے فرمایا صبر اور دریا دلی۔

حقیقت میں صبر ایک ایسی صفت کا نام ہے جس کے ذریعے انسان برائیوں سے باز رہ سکے اور نفس ان کی طرف اقدام سے رک جائے اس لئے یہ صرف انسان ہی کا خاصہ ہے اور تمام حیوانات سے اس کو امتیاز بخشتا ہے۔ صبار شکور سے مراد ایمان والے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ صبر اور ایک حصہ شکر صبرؔ بند رہنا خواہش نفس سے، شکر قائم رہنا اچھے کام پر، اسلئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "من یرد الله به خیراً یصب منه" اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو مصائب میں گرفتار رکھتا ہے۔ (بخاری شریف)

ایک حدیث پاک اس طرح ہے قال رسول اللہ ﷺ "ان عظم الجزآء مع عظم البلاء و ان الله إذا احب قوماً ابتلاهم فمن رضی فله الرضا و من سخط فله السخط۔" یعنی جزا کی عظمت مصیبت کے عظیم ہونے کے تابع ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کے ساتھ محبت فرماتا ہے تو ان کو

تکالیف میں مبتلا کر دیتا ہے پس جو ان تکالیف پر راضی ہوا تو اللہ بھی اس سے راضی ہو جائے گا اور جو ان سے تنگ دل ہوا تو اللہ رب العزت بھی ایسے لوگوں سے ناراض ہوگا پس جتنی بھی مصیبت بڑی ہوگی تو اس کی جزاء بھی اتنی ہی عظیم ہوگی۔ صبر کی تمام اقسام کا جامع بیان قرآن مجید کی اس آیت میں کیا گیا ہے "لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق و المغرب و لکن البرمن آمن باللہ والیوم الاخر و الملئکۃ والکتب والنبیین و آتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتامی والمساکین و ابن السبل و السائلین و فی الرقاب و اقام الصلوۃ وآتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عھد واوالصبرین فی الباساء والضرآء و حین الباس اولئک الذین صدقوا و اولئک ھم المتقون ۞ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷)

ترجمہ:۔ کچھ سارا کمال اسی میں نہیں آگیا کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو لیکن اصلی کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتب سماویہ پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور (بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو اشخاص (ان عقائد و اعمال کے ساتھ یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب عہد کر لیں اور جو لوگ مستقل رہنے والے ہوں۔ یعنی صبر کرنے والے ہوں تنگدستی میں اور بیماری میں اور وقت لڑائی کے یہ لوگ ہیں جو سچے کمال کے ساتھ موصوف ہیں اور یہی لوگ ہیں جو سچے متقی کہے جاسکتے ہیں۔

اور ہر قسم کی مصیبتوں اور مضرتوں اور میدان جنگ کی ہولناکیوں میں صبر کرنے والے ہی دراصل صادق ہیں اور یہی متقی و پرہیزگار ہیں۔ یعنی جو ابتلا پر راضی رہا اور اللہ پر حسن ظن کر کے اپنا معاملہ اس کے حوالے کر دیا اور اپنی مصیبت پر اخروی اجر ملنے کی امید

اللہ سے رکھ کر اس اجر کا طالب ہوا تو بے شک ایسے شخص سے اللہ راضی ہو گا اور جس سے اللہ راضی ہوا تو اس نے اپنا مقصد پا لیا اور آخرت کی تکالیف سے نجات مل گئی۔

مصیبت پر صبر کرنا ہی جنت ہے:۔

عن ابی امامۃ عن النبی ﷺ قال یقول اللہ تبارک و تعالی یا ابن آدم ان صبرت واحتسبت عندالصدمۃ الاولی لم ارض لک ثواباً دون الجنۃ (رواہ ابن ماجہ) حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان مرد اور عورت کو کوئی مصیبت پہنچے اور پھر یاد کریں وہ اس مصیبت کو خواہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے اور جب وہ یاد آئے تو اس وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو وہی ثواب عطا فرمائے گا جو ثواب اس مصیبت کے دن عطا کیا تھا جس روز کہ وہ نازل ہوئی تھی۔ مذکورہ حدیث کی روایت حضرت حسین ؓ نے کی ہے۔ حضرت حسین ؓ کے ساتھ محبت کرنے والے کو اس حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور اس کے خلاف عمل کرنے والے دشمن حسین ؓ اور دشمن اسلام ہیں۔

حضور نے صبر کی تاکید فرمائی:۔

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ؐ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ ؐ نے فرمایا "اتقی اللہ واصبری" اللہ سے ڈر اور صبر کر وہ کہنے لگی پرے ہٹو تم پر مجھ جیسی مصیبت تھوڑی پڑی ہے اس نے آپ کو پہچانا نہیں لوگوں نے اس سے کہہ دیا کہ آپ ؐ نبی تھے وہ عورت نبی ﷺ کے دروازے پر آئی وہاں دربان وغیرہ کوئی نہ تھا وہ عورت کہنے لگی میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت میں ہے عورت کہنے لگی انا اصبر انا اصبر حضور مجھ سے غلطی ہو گئی اب میں صبر کرتی ہوں اب میں صبر کرتی ہوں۔ تب آپ ؐ نے فرمایا جا جا رہ کر سب ہی صبر کر لیتے ہیں اجر و ثواب کے لائق تو وہ صبر ہے جو پہلی چوٹ پر ہو صدمہ پہنچے ہی صبر کر کے زبان سے کوئی شکوہ شکایت

نہ کرے۔

(۲) .... ایک اور حدیث میں ہے جو بخاری شریف میں ہے۔ انس بن مالک سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ابو سیف لوہار کے گھر پر گئے وہ آپکے بیٹے ابراہیم کی رضاعی ماں کے خاوند تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کو لے کر بوسہ لیا اور سونگھا پھر اس کے بعد دوبارہ ابو سیف کے گھر گئے تو دیکھا آپ کا بیٹا ابراہیمؓ دم توڑ رہا تھا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف آپؐ سے کہنے لگے یا رسول اللہ آپؐ بھی رو رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "عوف کے بیٹے یہ تو رحمت ہے" دوبارہ پھر آپؐ رونے لگے اور فرمایا "ان العین تدمع والقلب یحزن ولانقول الامایرضی ربنا وانا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون۔ یقیناً آنکھ روتی ہے اور دل رنجیدہ ہوتا ہے مگر ہم زبان سے وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب تعالیٰ کو پسند ہے بے شک اے ابراہیمؓ ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں۔

چونکہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آپؐ سے صبر کی فضیلت و ترغیب اور بے صبری کی ممانعت سن چکے تھے۔ اس لئے آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہوئے دیکھ کر متعجب ہو کر کہنے لگے "یا رسول اللہ! کیا آپ نے رونے سے منع نہیں کیا؟ لوگ تو مصیبت کے وقت بے صبری کرتے ہیں اب آپ بھی ان کی طرح کرنے لگے۔" آپؐ نے جواب دیا "اے ابن عوف! میرا یہ رونا بے صبری کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ رحمت ہے اور رقت قلب ہے جو والد کو اپنی اولاد پر ہوا کرتی ہے۔" پھر فرمایا "حماقت و جہالت کی دو آوازیں شرعاً ممنوع ہیں۔ ایک گانے بجانے کی آواز' دوسری مصیبت کے وقت چیخنا چلانا' منہ نوچنا' گریبان پھاڑنا' سینہ کوبی کرنا' شیطان کی طرح واویلا کرنا۔ امام ترمذی بھی اس کو مختصر لائے ہیں اور حسن کہا ہے۔ پھر فرمایا یہ آنکھوں سے آنسو بہنا تو رحمت ہے جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ایک روایت میں ہے آخر میں بھی تو انسان ہی ہوں .بقضائے بشریت میرے آنسو نکل پڑے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نوحہ سے منع کرتا ہوں کہ

آدمی چیخے چلائے اور میت کے غلط اوصاف بیان کر کے روئے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی اللہ کی مشیت و قضاء کے آگے مجبوز و لاچار اور بے بس ہیں کس قدر صدمہ ہے رو رہے ہیں لیکن بجز صبر و شکر کے کوئی چارہ نہیں اپنے بچے کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے۔

اس واقعہ کو سامنے رکھ کر ذرا اہل بدعت کی غلط بیانی کے بارے میں بھی سوچئے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ملک الموت سے روحوں کی زنبیل چھین کر مردوں کو دوبارہ زندہ کر دیا یا بارہ برس کے بعد کشتی مع بارات کے ڈوبی ہوئی نکال دی وغیرہ وغیرہ۔ کیا نعوذ باللہ پیر جیلانی محمد مصطفیٰؐ سے بھی بڑھ کر تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسے گندے اور باطل عقیدوں اور جھوٹی بکواس سے محفوظ رکھے۔ (آمین ثم آمین)

عن ابی بردة عن ابیه قال لما اصیب عمر جعل صهیب یقول واخاه فقال عمر اما عملت ان النبی ﷺ قال ان المیت لیعذب ببکاء الحی۔ (نصرۃ الباری پارہ ۵ ص ۱۲۴ ابواب الجنائز)

حضرت ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا جب کہ حضرت عمر زخمی ہوئے تو حضرت صہیبؓ یوں کہنے لگے ہائے بھائی حضرت عمر نے فرمایا صہیب تمہیں معلوم نہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب کیا جاتا ہے۔ امام نووی نے صحیح مسلم میں بایں الفاظ باب منعقد کیا ہے "**ان المیت لا یعذب ببکاء اهله علیه الا ان یکون راضیاً او اوصی بالبکاء** جامع ترمذی میں عبداللہ بن مبارکؒ سے منقول ہے "**ارجو ان کان ینهاهم فی حیاته ان لا یکون علیه من ذلك شئی**" یعنی اگر مرنے والا اپنی زندگی میں نوحہ سے اپنے اہل و عیال کو منع کرتا رہتا تھا تو اس پر کچھ وبال نہیں۔

علامہ ابن منیرؒ نے کہا حضرت عمرؓ نے صہیب کو چیخ چلا کر رونے سے منع کیا جب کہ وہ بلند آواز سے واخاو اصاحباہ کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جانا کہ میرے فوت ہونے سے پہلے

جب اس طرح چلانا شروع کر دیا تو مرنے کے بعد تو اس سے بھی زیادہ کریں گے اسی لئے جلدی سے منع کیا گیا مطلق رونا ہوتا تو منع نہ کرتے۔

فاروق اعظم کا فیصلہ:۔ بخاری شریف میں آتا ہے "وکان عمر یضرب فیہ بالعصا و یرمی بالحجارۃ ویحثی بالتراب"۔

ترجمہ ..... حضرت عمر نوحہ کرنے والے کو مارتے لاٹھی کے ساتھ اور پتھر کے ساتھ اور اس کے منہ میں مٹی بھر دیتے۔

نوحہ:۔ اونچی آواز سے رو رو کر میت کے اوصاف بیان کرنا مصیبت کے وقت سر پر مٹی ڈالنا گریبان پھاڑنا اور واویلا کرنا' سینہ کوبی کرنا' رخسارے پیٹنا جیسے ماہ محرم میں شیعہ کرتے ہیں۔

مرثیہ کہتے ہیں میت کے اوصاف و فضائل بیان کر کے خود بھی رونا اور دیگر لوگوں کو بھی رلانا خواہ نظم ہو یا نثریہ شریعت محمدیہؐ میں منع ہے۔ خصوصاً لوگوں کو جمع کر کے سنانا اور رلانا اس کی ممانعت میں کسی کا اختلاف نہیں۔ ابن ماجہ و مسند احمدؒ و حاکم کی صحیح حدیث میں بروایت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ وارد ہے۔ نہی رسول اللہ ﷺ عن المراثی ابن ابی شیبہ میں ہے۔ نہانا ان نترثی۔ یعنی نبی علیہ الصلوۃ و السلام نے مرثیہ خوانی سے منع فرمایا ہے۔

شہادت پر بھی رونا جائز نہیں:۔ عن ابن المنکدر قال سمعت جابر بن عبداللہ قال جئی بابی یوم احد قد مثل بہ حتے وضع بین یدی رسول اللہ ﷺ و قد سجے ثوبا فذھبت اریدان اکشف عنہ فنھانی قومی ثم ذھبت اکشف عنہ فنھانی قومی فامر رسول اللہ ﷺ فرفع فسمع صوت صائحۃ فقال من ھذہ فقالوا بنت عمرو او اخت عمرو قال فلم تبکی او لا

تبکی فما زالت الملئکۃ تظلہ' باجنحتھا حتے رفع۔ (نصرۃ الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۲۶)

ترجمہ :۔ حضرت ابن منکدر سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا انہوں نے کہا میرے والد کی لاش احد کے دن لائی گئی اور ان کے کان' ناک کاٹ ڈالے گئے تھے اور رسول اللہ ؐ کے سامنے رکھ دی گئی اور ایک کپڑا اس پر اڑھا دیا گیا تھا میں نے کپڑا اٹھا کر لاش کو دیکھنا چاہا تو میری قوم کے لوگوں نے مجھے منع کیا پھر میں نے کپڑا کھولنا چاہا پھر بھی میری قوم نے مجھے منع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے لاش کو اٹھانے کا حکم دیا لاش اٹھائی گئی تو آپ ؐ نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی آپ ؐ نے فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے کہا "عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے یعنی کافروں نے جنگ احد میں میرے والد کو قتل کر کے ان کے ناک' کان یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے تھے اسی کو مثلہ کہتے ہیں۔ میری قوم نے مجھے روکا تاکہ اپنے والد کو ایسی حالت میں دیکھ کر مجھے زیادہ صدمہ نہ پہنچے۔ عمرو بن حرام جابر ؓ کے دادا تھے اگر یہ عمرو کی بیٹی تھیں تو جابر ؓ کی پھوپھی ہوئیں اور اگر عمرو کی بہن تھیں تو مقتول کی پھوپھی اور جابر ؓ کی دادی ہوئیں یعنی دادا کی بہن۔

باب الدخول علی المیت میں ہے کہ جابر ؓ نے کہا میری پھوپھی رونے لگیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ عمرو کی بیٹی تھیں فتح الباری میں ہے۔ "والصواب بنت عمرو وھی فاطمہ" یعنی ٹھیک بات یہی ہے کہ یہ عمرو کی بیٹی فاطمہ تھیں۔ امام حاکم کی اکلیل میں ہے کہ یہ ہند بنت عمرو تھی پس دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ عمرو کی بیٹی کے دو نام ہوں یا ایک نام ہو اور ایک لقب ہو یا عمرو کی دو بیٹیاں ہوں ایک کا نام فاطمہ ہو اور دوسری کا نام ہندہ ہو اور اس وقت دونوں حاضر ہوں۔ (کرمانی بحوالہ نصرۃ الباری پارہ ۵ صفحہ ۱۲۶)

ماتم کرنیوالا حضور ؐ کا امتی نہیں :۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیۃ (بخاری و مسلم)

جو شخص مصیبت کے وقت منہ نوچے اور گریبان پھاڑے اور جاہلی کلمات زبان سے نکالے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کا ارشاد ہے "النائحة اذا لم تتب قبل موتها تقام یوم القیامة و علیها سربال من قطران و درع من جرب" (مسلم)

ترجمہ:- نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے قیامت کے دن جب اس کو قبر سے اٹھایا جائے گا تو اس پر جہنم کا لباس ہوگا۔ "ان رسول الله لعن الخامشة وجهها والشاقة جیبها والداعیة بالویل والثبور" (یعنی نبی علیہ السلام نے اس عورت پر لعنت کی ہے جو منہ نوچے، گریبان پھاڑے، واویلا کرے اور ہلاکت کو پکارے۔ (ابن ماجہ) ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے۔ عن ابی سعید الخدری قال لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم النائحة والمستمعة (ابو داود) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ لعنت فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر۔

میت پر رونے سے حضورؐ کا منع کرنا:- عن ابی هریرة قال مات میت من آل رسول الله صلی الله علیه وسلم فاجتمع النساء یبکین علیه فقام عمر ینهاهن و یطردهن فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم دعهن یا عمر فان العین دامعة والقلب مصاب والعهد قریب (رواہ احمد والنسائی بحوالہ مشکوۃ شریف) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے ایک شخص کا انتقال ہوگیا (یعنی آپ کی بیٹی حضرت زینبؓ) تو عورتیں جمع ہوئیں اور رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور رونے سے ان کو منع کیا اور جھڑکا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا "عمرؓ انکو انکے حال پر چھوڑ دو اسلئے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل مصیبت زدہ ہے اور مرنے

کا وقت قریب ہے۔" اور آگے ایک اور حدیث میں ہے۔ عن ابن عباس قال لما ماتت زینب بنت رسول الله ﷺ فبكت النساء فجعل عمر يضربهن بسوطه فاخره رسول الله ﷺ بيده و قال مهلاً يا عمر ثم قال ايا كن و نعيق الشيطن ثم قال انه مهما كان من العين و من القلب فمن الله عزو جل و من الرحمة و ما كان من اليدو من اللسان فمن الشيطن (رواہ احمد بحوالہ مشکوۃ)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو عورتیں رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے رونے والی عورتوں کو اپنے چابک سے مارا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور فرمایا عمرؓ نرمی اختیار کرو اسکے بعد آپؐ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا دور رکھو اپنے آپکو شیطان کی آواز سے (یعنی چلا چلا کر رونے سے) پھر آپ نے فرمایا جو کچھ کہ ہو آنکھ سے (یعنی آنسو) اور جو کچھ کہ ہو دل سے (یعنی غم) یہ خدا کی طرف سے ہے اور رحمت سے ہے اور جو کچھ ہاتھ اور زبان سے ہو (یعنی سر پیٹنا، کپڑے پھاڑنا، بال کھسوٹنا اور چلانا، نوحہ کرنا، بین کر کے رونا، یہ سب شیطان کی جانب سے ہے) مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ کسی میت پر خواہ میت مرد کی ہو یا عورت یا بچہ یا بچی کی ہو یا آل رسول میں سے کسی کی ہو اس پر رونا چلا چلا کر واویلا کرنا گریبان پھاڑنا یا سینہ کوبی کرنا، سر پیٹنا، کپڑے پھاڑنا کسی قسم کا ماتم کرنا یہ سب کام شیطانی ہیں۔ شیطانی کام میں حصہ لینے والوں کو سختی سے روکنا چاہیے عام میت کیلئے یہ کام شیطانی ہیں جو لوگ اللہ کے راستہ پر اپنی جان قربان کر کے شہید ہو جاتے ہیں ان کیلئے واویلا کرنا اور ماتم کرنا کیسے جائز ہے اگر کسی گروہ کو شوق ہے سینہ کوبی کرنے کا تو اپنی قسمت کا ماتم کریں۔ حضرت امام حسینؓ کا نام لے کر کیوں ماتم کرتے ہیں جو لوگ صحابہ کرامؓ کی گستاخی کرتے ہیں۔ حضرت حسینؓ کا نام پکار پکار ماتم کرتے ہیں ایسے لوگوں کا سختی سے محاسبہ کرنا چاہیے جو لوگ انکی ممانعت نہیں کرتے انکے

ایمان کی کمزوری ہے تمام اہل توحید کو مل جل کر اس فتنے کو ختم کرنا چاہیے۔ دعا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کا دفاع کرنے کی قوت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کا حکم:۔

ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع و نقص من الاموال والا نفس والثمرات و بشر الصبرین ○ الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ○ اولئک علیھم صلوات من ربھم و رحمة و اولئک ھم المھتدون ○ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ)

ترجمہ:۔ اور ہم تم کو کچھ ڈر، کچھ بھوک، کچھ مال، کچھ جان، کچھ پیداوار اور اولاد کے نقصان سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے۔ ان کو جب کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو کہتے ہیں، ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔ ان ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی بخشش اور مہربانی ہوگی اور وہی بہشت کا راستہ پائیں گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ اپنے بندوں کی آزمائش ضرور کرتا رہتا ہے۔ کبھی ترقی اور بھلائی سے اور کبھی تنزلی اور برائی سے یعنی کبھی مال و جان میں برکت و فائدہ دیتا ہے۔ دولت و اولاد میں فراوانی و کثرت فرما دیتا ہے اور کبھی ان میں کمی کر دیتا ہے دولت چوری ہو جاتی ہے دوکان میں آگ لگ جاتی یا کھیتی باڑی باغات وغیرہ کا اناج پھل وغیرہ جل جاتے ہیں یا تجارت میں خسارہ ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ آدمی دیوالیہ ہو کر دانے دانے کو ترس جاتا ہے۔ سو یہ سب باتیں اللہ کی طرف سے بطور امتحان و آزمائش کے ہوتی ہیں جس نے ان نقصانات پر صبر کیا ان کے لئے خوشخبری ہے۔ جنت کی اور یہ خدا کا قانون ہے کہ وہ بغیر امتحان و آزمائش کئے کسی کو نہیں چھوڑتا، قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے واقعات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ○ و لقد فتنا الذین من قبلھم

فلیعلمن اللہ الذین صدقوا و لیعلمن الکذبین ○

ترجمہ:- کیا لوگوں نے یہ گمان اور خیال کر لیا ہے کہ وہ صرف آمنا کہنے پر ہی چھوڑ دیئے جائیں گے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے۔ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کی بھی آزمائش کی تو جن لوگوں نے سچے دل سے اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ظاہر کر دیا اور جھوٹوں کو بھی۔

مقام غور:- خوف سے مرا دشمنوں کا ڈر ہے اور جوع سے بھوک ہے۔ یعنی کھانے پینے کے لئے اس کے پاس کچھ نہ رہے گا گھر میں فقر فاقہ ہوگا' ہاتھ تنگ ہو جائے گا' عاشق سنت' محبت حدیث و فرمان خدا کو ماننے کی وجہ سے کوئی ملازم نہ رکھے گا۔ نوکری و مزدوری نہ دے گا' برادری سے لوگ نکال دیں گے' گاؤں میں رہنا تنگ کر دیں گے' چاروں طرف سے اولیاء اللہ کے منکر کے آوازے کسے جائیں گے۔ دوکان پر مال لینا بند کر دیں گے۔ اگر ایسی حالت میں ان دشمنوں سے بے خوف ہو کر اور فقر و فاقہ کی پرواہ کئے بغیر اللہ کے رسول ﷺ کے لائے ہوئے سچے مذہب پر گامزن رہا اور دشمنوں کی تکلیفوں پر صبر کیا تو وہ فرماتا ہے و بشر الصابرین میرے ایسے صبر کرنے والے بندے کو خوشخبری دے دو کہ اس دنیائے فانی کی چند روزہ تکالیف و مصیبتوں کے بعد ہمیشہ تیرے لئے راحت و آرام اور عیش و عشرت ہے اور جن لوگوں میں مذکورہ صفات پائی جاتی ہیں وہ کون لوگ ہیں اور ان کی علامت و نشانی کیا ہے۔ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ○ ان لوگوں کو جب کوئی مصیبت' دکھ' بیماری اور تکلیف پہنچتی ہے تو وہ "انا للہ" پڑھ لیا کرتے ہیں اور اس بات سے اپنے دل کو تسلی دے لیا کرتے ہیں کہ وہ پروردگار دو عالم کی ملکیت ہیں اور جو تکلیف اور مصیبت ان کو پہنچی ہے وہ اسی کی طرف سے ہے اور پھر وہ قیامت کے دن اس کا بدلہ اجر و ثواب بھی عنائت فرمائے گا اور بالآخر سب نے اسی کے پاس جانا ہے۔ ان کے اس قول اور صبر کی وجہ سے خدا کی رحمتیں و نوازشیں اور انعام و الطاف ان پر نازل ہوتے ہیں۔ عذاب سے نجات ملتی ہے اور ہدایت بھی نصیب ہوتی ہے جیسا کہ "ھم

المھتدون" سے ظاہر ہے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں دو برابر کی چیزیں صلوات اور رحمت اور ایک درمیان کی چیز یعنی ہدایت ان صبر کرنے والوں کو ملتی ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میرے خاوند ابو سلمہؓ ایک روز میرے پاس نبی ﷺ کی خدمت سے ہو کر آئے اور خوشی خوشی فرمانے لگے آج تو میں نے ایک ایسی حدیث سنی ہے کہ میں بہت ہی خوش ہوا ہوں وہ حدیث یہ ہے کہ جس کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ یہ کہے **اللھم اجرنی فی مصیبتی وا خلف لی خیرا منھا** خدایا مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اسے اجر اور بدلہ ضرور ہی دیتا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں "میں نے اس دعا کو یاد کر لیا' جب حضرت ابو سلمہؓ کا انتقال ہوا تو میں نے **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھ کر یہ دعا پڑھی۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ بھلا ابو سلمہؓ سے بہتر شخص مجھے کون مل سکتا ہے؟ جب میری عدت گزر چکی تو میں ایک روز کھال کو رنگ دے رہی تھی کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے اپنے ہاتھ دھو ڈالے اور کھال رکھ دی اور آپؐ سے اندر تشریف لانے کی درخواست کی اور آپ کو ایک گدی پر بٹھا دیا۔ آپ نے مجھ سے اپنا نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہا حضور یہ تو میری خوش قسمتی کی بات ہے لیکن اول تو میں بڑی باغیرت عورت ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ کی طبیعت کے خلاف کوئی بات مجھ سے سرزد ہو جائے اور خدا کے ہاں عذاب ہو' دوسرے یہ کہ میں عمر رسیدہ ہوں' بال بچوں والی ہوں' آپؐ نے فرمایا سنو! ایسی بے جا غیرت اللہ تعالیٰ تمہاری دور کر دے اور میں عمر میں کچھ میں بھی چھوٹی عمر کا نہیں اور تمہارے بال بچے میرے ہی بال بچے ہیں۔" میں نے یہ سن کر کہا "پھر حضورؐ مجھے کوئی عذر نہیں' چنانچہ میرا نکاح اللہ کے نبی سے ہو گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میرے خاوند سے بہت ہی بہتر یعنی اپنا حبیب سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰؐ عطا فرمایا۔ **فالحمد للہ علی ذالک** (ابن کثیر بحوالہ تفسیر ستاری' پارہ ۲ صفحہ ۱۴۱)

چنانچہ مشکوۃ صفحہ ۱۵ باب البکاء علی المیت میں حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے۔

اذا مات ولدالعبد قال الله تعالی لملائکته قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم فیقول قبضتم ثمرة فؤاده فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدک واسترجع فیقول الله ابنوا لعبدی بیتاً فی الجنة و سموه بیت الحمد (ترمذی) یعنی نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب کسی مسلمان کی اولاد کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت فرشتہ سے فرماتا ہے کہ جس وقت تو نے میرے بندے کے پھل کو اس سے چھین لیا تو اس میرے بندے نے کیا کہا۔ فرشتہ جواب دیتا ہے یا اللہ اس وقت تیرے بندہ نے الحمد للہ یعنی تیری تعریف کی اور اناللہ وانا الیہ راجعون کہا نہ کچھ بے صبری کی اور نہ کوئی ناجائز کلمہ منہ سے نکالا اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھر تیار کرو اور اس گھر کا نام بیت الحمد رکھو۔

حضرت حسینؓ بن علیؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کسی مسلمان مرد یا عورت کو کوئی رنج و مصیبت پہنچے اور جب کبھی بھی اس کو یہ تکلیف یاد آجائے وہ انا للہ وانا الیہ راجعون۝ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسی قدر ثواب لکھوا دیتا ہے جتنا کہ پہلے دن کے صبر اور اناللہ الخ پڑھنے پر لکھا گیا تھا۔ اگرچہ اس مصیبت کو کتنا ہی زمانہ گزر گیا ہو۔ (مشکوۃ صفحہ ۱۵۳)

سوچنا چاہیے کہ ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل ہے کہ ایک دفعہ کی مصیبت پر سینکڑوں دفعہ ہی ثواب لکھا جائے جتنا پہلے دن لکھا تھا۔ ایمان والے مردوں و عورتوں کو مناسب ہے کہ مصیبت کے وقت نوحہ اور شور و غل، نوچنا کھسوٹنا، کپڑے پھاڑنا، ہائے وائے ماتم کر کے اس بے انتہا ثواب اور درجوں کو برباد نہ کریں۔ بعض عورتیں بین کر کے تو نہیں روتیں لیکن دوسروں کے ساتھ رونے میں شریک ہو جاتی ہیں۔ ان کو چاہیے اگر کسی کو خلاف شرع روتے دیکھیں تو ان کو روکیں، منع کریں، اگر وہ باز نہ آئیں تو وہاں سے چلی آئیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہو نگی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ سے ہمیں قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین